قواعدِ فقہ کی ابتداء وارتقاء اور اس کے تدوینی مراحل کا تحقیقی جائزہ

A Critical Review of the Origins, Evolution, and Codification Stages of Legal Maxims in Islamic Jurisprudence

عدنان اللہ*
ڈاکٹر نثار محمد**

ISSN (P) 2664-0031 (E) 2664-0023
DOI: https://doi.org/10.37605/fahmiislam.v7i2.3

Received: September,2024
Accepted: November, 2024
Published: December,2024

Abstract

This research paper titled "A Critical Review of the Origins, Evolution, and Codification Stages of Legal Maxims in Islamic Jurisprudence" encompasses a comprehensive study of legal maxims as a distinct discipline with its own foundational texts and historical context. Legal maxims did not emerge through a few stages or discussions among individuals, akin to secular laws; rather, their formulation and codification are evolutionary. Since the early Islamic period, scholars and jurists have continuously engaged in interpreting the Qur'an and Sunnah to derive principles, rulings, and their underlying wisdom, articulating these insights in appropriate terms and phrases. Scholars of every era have contributed not only by compiling the general principles established by their predecessors but also by discovering new rules and regulations. Thus, over various periods, scholars have dedicated themselves to this field, resulting in an extensive repository of legal maxims that has evolved over more than a thousand years, ultimately achieving recognition as a distinct science.

Accordingly, this article delves into the linguistic and terminological definitions of legal maxims, the distinction between a rule and a regulation, the benefits and classifications of legal maxims, their methodologies and approaches, the scope of their application, the stages of their inception and evolution, and a detailed discussion of the writings of the four Sunni schools of thought regarding these legal principles.

Keywords: Legal Maxims, Stage, Principles, Islamic Jurisprudence.

---

* ریسرچ سکالر ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز قرطبہ یونیورسٹی برائے سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی پشاور -:akhatak9@gmail.com
(Correspondence Author)
** پروفیسر ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز قرطبہ یونیورسٹی برائے سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی پشاور ۔

قواعد فقہ ایک مستقل فن اور علم ہے، جس کی اپنی مستقل تصنیفات اور کتا بیں ہیں اور اپنا ایک تاریخی پس منظر ہے۔ قواعد فقہیہ دنیاوی قوانین کی طرح چند مراحل یا مجالس اور چند افراد کے غور و فکر سےوجود میں نہیں آئے، بلکہ ان کی ترتیب وتدوین ارتقائی ہے۔ اسلام کے ابتدائی دور سے لے کر آج تک ائمہ و فقہاء قرآن وسنت میں غور و فکر کر کے اصول، احکام اور ان کی حکمتیں اخذ کرتے رہیں اور انہیں مناسب الفاظ وعبارات میں ڈھالتے رہیں۔ ہر زمانے کے علماء سابقہ علماء کی مرتب کردہ کلیات و قواعد کو مرتب کرنے کے ساتھ نئے قواعد و ضوابط بھی دریافت کرتے رہیں۔ اس طرح مختلف ادوار میں علماء نے اس فن کی خدمت کی اور تقریبا ایک ہزار سال سے زائد عرصے میں فقہی قواعد کا موجود وذخیرہ وجود میں آگیا اور کئی مراحل سے گزر کر اس فن کو موجودہ شکل اور ایک مستقل علم کی حیثیت حاصل ہوئی۔ قواعد فقہ کے آغاز وارتقاء پر بحث کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قواعد فقہ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کا جائزہ لیا جائے۔

قاعدہ کی لغوی تعریف:

قاعدہ کا مادہ (ق ع د) ہے، جس کے بنیادی معنی ثبات و استقرار کے ہیں۔ اس کی جمع قواعد آتی ہے اور لغت کی کتابوں میں اس کے معنی " اساس"اور " بنیاد " کے بھی ملتے ہیں۔ علامہ حموی لکھتے ہیں:

"القواعد: جمع قاعدة وهي لغة الأساس "[1]

" قواعد ، قاعدہ کی جمع ہے اور اس کا لغوی معنی اساس ہے۔"

اسی طرح تاج العروس میں ہے :

"القَوَاعِدُ الإِسَاسُ وقَوَاعِدُ البيت إِسَاسُه، وقال الزجاج: القواعد أساطين البناء التي تعمده"[2]

" قواعد ، بمعنی اساس کے ہیں اور قواعد البیت کا مطلب ہے گھر کی بنیاد یں اور زجاج کہتے ہیں کہ عمارت کی ان بنیادوں کو قواعد کہا جاتا ہے جن پر عمارت کا اعتماد اور قیام ہو۔"

قرآن مجید میں بھی قاعدہ کا لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے، جیسے:

﴿وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيت﴾ [3]

" اور اس وقت کا تصور کر وجب ابراہیم (علیہ السلام) بیت اللہ کی بنیاد یں اٹھا ر ہے تھے۔"

قاعدہ فقہیہ کی اصطلاحی تعریف:

قاعدہ فقہیہ کی اصطلاحی تعریف میں علماء کے دو نقطہ ہائے نظر ہیں :

ا۔ علامہ جرجانی نے اس کی تعریف درج ذیل الفاظ میں کی ہے :

''القاعدة: هي قضية كلية منطبقة على جميع جزئياتها"[4]

"قاعدہ وہ کلی امر جو اپنی تمام جزئیات پر منطبق ہو۔ "

اس تعریف کی روشنی میں قواعد فقہ کلیہ ہوتے ہیں۔ رہی بات مستثنیات کی تو اس سے قاعدہ کے کلی ہونے پر اثر نہیں پڑتا، کیونکہ ہر اصل سے کچھ چیزیں مستثنی ہوتی ہیں، جب ان کا تذکرہ ہو جائے تو بقیہ قاعدہ کلیہ اپنی جگہ برقرار رہ جاتا ہے، اور ان مستثنیات کے مجموعہ سے کوئی دوسرا ایسا قاعدہ یا کلیہ نہیں بن سکتا جو کہ اس قاعدے کے معارض بن سکے، لہذا قواعد فقہ کو کلیات استقرائیہ کہا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ علامہ شاطبی نے لکھا ہے:

"فكل هذا غير قادح في أصل المشروعية؛ لأن الأمر الكلي إذا ثبت كليا، فتخلف بعض الجزئيات عن مقتضى الكلي لا يخرجه عن كونه كليا، وأيضا، فإن الغالب الأكثري معتبر في الشريعة اعتبار العام القطعي؛ لأن المتخلفات الجزئية لا ينتظم منها كلي يعارض هذا الكلي الثابت هذا شأن الكليات الاستقرائية"[5]

" تو یہ سب (مستثنیات) اصل مشروعیت کے لیے مضر نہیں ہیں، کیونکہ کسی امر کا کلی ہونا جب ثابت ہو جائے تو اس سے بعض جزئیات کا نکل جانا اس کے کلی ہونے کو ختم نہیں کرتا اور اس لیے بھی کہ شریعت میں غالب واکثر کی وہی حیثیت ہے جو قطعی عام کی ہے، (جس میں استثناء نہیں ہوتا کیونکہ مستثنی جزئیات سے کوئی ایسا کلیہ نہیں بن سکتا جو ثابت شدہ کلی امر کے معارض بن سکے) کلیات استقرائیہ کی یہی شان ہوتی ہے۔"

2۔ دوسری طرف اکثر علماء نے قاعدہ کو اکثری قرار دیتے ہوئے اس کی تعریف درج ذیل الفاظ میں کی ہے :

"حكم أكثري، لا كلي ينطبق على أكثر جزئياته لتعرف أحكامها منه"[6]

" وہ اغلبی یا اکثری حکم جو اپنی اکثر جزئیات پر منطبق ہو تا کہ اس کے ذریعہ اس کی جزئیات کا علم ہو سکے-"

اس تعریف کی رو سے قواعد کلیہ نہیں ہوتے، بلکہ اکثر یہ ہوتے ہیں- ان کا کہنا ہے کہ کسی چیز کے مطرد یا کلی ہونے کا مطلب یہی ہے کہ وہ استثنات سے خالی ہو ، ورنہ وہ کلی و مطرد نہیں رہے گا-

شیخ مصطفی الزرقاء نے اسی دوسری رائے کو ترجیح دی ہے- ان کا کہنا ہے کہ دراصل قواعد فقہیہ قیاس کا نتیجہ ہے، کہ جو مسائل ایک جیسے تھے انہیں منضبط کرنے کے لیے عقلاً ایک مختصر سی جامع عبارت بنالی گئی- اب یہ ممکن ہے کہ ان سے استحسان ، جلب مصالح ، درء المفاسد یا دفع حرج کی وجہ سے کچھ مسائل مستثنی ہوں- لہذا قواعد فقہ کو "کلیات" کہنا درست نہیں ہے- [7]

شیخ احمد بن عبد اللہ نے بھی قواعد فقہیہ کی دوسری تعریف (اغلبی) اختیار کی ہے[8]- ڈاکٹر محمود احمد غازی نے اس مقام پر ایک اہم نکتہ ذکر کیا ہے کہ قواعد فقہ کے علاوہ دیگر علوم وفنون کے قواعد کلیہ ہو سکتے ہیں، لیکن فقہ کے قواعد کلی نہیں، بلکہ اغلبی ہوتے ہیں، لہذا جن حضرات نے پہلی تعریف اختیار کی ہے اس کا اطلاق دیگر علوم پر درست ہے، جبکہ قواعد فقہ پر دوسری تعریف زیادہ منطبق ہوتی ہے-[9]

قاعدہ اور ضابطہ میں فرق:

قاعدہ کے معنی کا ایک قریبی لفظ "ضابطہ" ہے- ضابط اسم فاعل کا صیغہ ہے اور اس کی جمع الضبط اور ضوابط آتی ہے- لغت میں اس کے معنی ہیں قوی حافظہ والا، اور اصطلاح میں اس کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

"حكم كلّي ينطبق على جزئيات"[10]

" وہ حکم کلی جو اپنی جزئیات پر منطبق ہو-"

قاعدہ اور ضابطہ میں فرق ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں علماء کی دورائے ہیں:

1-بعض حضرات کا کہنا ہے کہ قاعدہ اور ضابطہ میں کوئی فرق نہیں ہے - یہ علماء نحو کی رائے ہے، چنانچہ ان کے نزدیک "الفاعل مرفوع" اور "المفعول منصوب" کو قاعدہ بھی کہتے ہیں اور ضابطہ بھی-[11]علامہ فیومی لکھتے ہیں :

"القاعِدَةُ: في الاصطلاح بمعنى الضابط"[12]

" قاعدہ اصطلاح میں ضابطہ کے معنی میں ہے-"

2۔ اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ اگر چہ دونوں الفاظ معنی کے اعتبار سے قریب قریب ہیں، مگر عملاًدونوں میں فرق ہے۔ وہ یہ کہ قاعدہ کے تحت ایسے فروع و مسائل آتے ہیں جن کا تعلق فقہ کے مختلف ابواب کے ساتھ ہوتا ہے، جیسے: "الأمور بمقاصدها" ایک قاعدہ ہے۔ اس کا تعلق عبادات، جنایات، عقود، جہاد، ایمان وغیر ہ سب کے ساتھ ہے۔ جہاں تک ضابطہ کی بات ہے تو وہ ایسے فروغ و مسائل کو شامل ہوتا ہے جن کا تعلق فقہ کے صرف ایک باب سے ہوتا ہے، جیسے: "لا تصوم المرأة تطوعا إلا بإذن الزوج" یعنی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہیں رکھ سکتی۔ اس کا تعلق صرف "باب الصوم" کے ساتھ ہے، اور "ايما إهاب دبغ فقد طهر" اس کا تعلق "باب الانجاس" کے ساتھ اور" كل ماء مطلق لم يتغير فهو طهور " اس کا تعلق "باب المیاء کے ساتھ ہے۔علامہ حموی لکھتے ہیں :

"الضوابط جمع ضابطة ما يجمع فروعا من باب واحد بخلاف القاعدة وهي ما يجمعها من أبواب شتى"[13]

" ضوابط، ضابطہ کی جمع ہے اور اس میں ایک باب کی فروعات جمع ہوتی ہیں ، جبکہ قاعدہ میں کئی ابواب کی فروعات جمع ہوتی ہیں۔"

شیخ عثمان شبیر فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا دونوں اقوال اپنی اپنی جگہ درست ہیں، کیونکہ الفاظ کی اصطلاح زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتی ہے، لہٰذا جن علماء نے قاعدہ اور ضابطہ کو مترادف قرار دیاہے ممکن ہے ان کے دور میں یہ دونوں الفاظ ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے رہے ہوں اور جن حضرات نے دونوں میں فرق بیان کیا ہے شاید ان کے زمانے میں دونوں الفاظ الگ الگ مطلب کے لیے استعمال کیے جانے لگے ہوں۔ [14]

قواعد فقہیہ کی اقسام:

فقہاء نے قواعد فقہ کی کئی اعتبار سے کئی تقسیمات کی ہیں اور ہر تقسیم کے تحت کئی اقسام ذکر فرمائی ہیں تا ہم اختصاراً قواعد فقہ کو ہم درج ذیل تین قسموں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

پہلی قسم:أمهات القواعد :

یہ ایسے قواعد ہیں جن پر تمام مذاہب متفق ہیں اور ان سے کئی دوسرے قواعد بھی مستخرج ہوتے ہیں، بلکہ فقہاء نے یہاں تک لکھا ہے کہ ان قواعد کے ساتھ فقہ کے ہر باب کے اکثر مسائل متعلق ہیں، لہٰذا ان قواعد کا مرتبہ وسعت، جامعیت اور اتفاق کے اعتبار سے (من حيث السعة والشمول ومن حيث الاتفاق) دوسرے قواعد سے بڑھ کر ہے، یعنی یہ قواعد زیادہ

مسائل کو شامل ہونے اور تمام مذاہب کے ہاں متفقہ ہونے کے اعتبار سے دوسرے قواعد سے اہم ہیں ، اور یہ کل پانچ ہیں :

1. الأمور بمقاصدها
2. اليقين لا يزول بالشك
3. المشقة تجلب التيسير
4. الضرر يزال
5. العادة محكمة

علامہ ابن نجیم نے أمهات القواعد کی تعداد چھ لکھی ہیں۔ پانچ تو پہلے ذکر ہو چکے ہیں اور چھٹا قاعدہ "لا ثواب إلا بالنية "[15] ہے، لیکن یہ چھٹا قاعدہ کوئی الگ قاعدہ نہیں ہے، بلکہ یہ پہلے قاعدے "الأمور بمقاصدها" سے ہی مستنبط اور اس پر متفرع ہے۔ [16]

دوسری قسم: قواعد اساسیہ :

اس قسم کو " قواعد اصلیہ یا مستقلہ " اور " قواعد کلیہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ وہ قواعد ہیں جو کسی دوسرے قاعدے سے مستخرج و مستنبط نہیں ہیں، بلکہ یہ بذات خود مستقل ہیں۔ ان کا تعلق پہلے مرتبہ کے پانچ قواعد کی طرح زیادہ ابواب کے ساتھ نہیں ہوتا اور نہ ہی اس قسم کے قواعد پر تمام فقہاء کا اتفاق ہوتا ہے، لیکن ان پر دوسرے کئی قواعد متفرع ہوتے ہیں۔مثلاً: "الاجتهاد لا ينقض بالاجتهاد، أو بمثله" اور "إذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام" وغیرہ

تیسری قسم:قواعد متفرعہ:

اس قسم سے مراد وہ قواعد ہیں جو دوسرے قواعد سے مستنبط اور ان پر متفرع ہیں۔ بالفاظ دیگر اس قسم کا ہر قاعدہ یا تو کسی دوسرے قاعدے کا کوئی ایک پہلو لیا ہوا ہوتا ہے، جیسے: "العبرة في العقود للمقاصد والمعاني، لا للألفاظ والمباني " اس قاعدہ میں ایک موضوع یعنی معاملات کا ذکر ہے کہ معاملات میں اصل اعتبار قصد و نیت کا ہے، الفاظ کا نہیں، یہی موضوع دوسرے قاعدے "الأمور بمقاصدها " کا ایک پہلو ہے۔[17]

قواعد فقہیہ کا آغاز وار تقاء اور اس کے تدوینی مراحل

قواعد کے تاریخی پس منظر کو ہم درج ذیل چار مختلف مراحل میں تقسیم کرتے ہیں :

1. مرحلہ آغاز
2. مرحلہ تدوین و ارتقاء
3. مرحلہ استقرار

4. مرحلہ نشاۃ ثانیہ

پہلا مرحلہ : قواعد فقہ کا آغاز:

اس مرحلہ سے سرور دو عالمﷺ کی بعثت سے لیکر چوتھی صدی ہجری تک کادور مراد ہے۔ اس مرحلہ میں قواعد فقہ کا آغاز ہو چکا تھا، کیونکہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں اس فن کا بیج اور خمیر پایا جاتا ہے۔ اس کے بعد صحابہ کرام ، تابعین اور تبع تابعین کے دور میں اس فن کی پرورش ہوئی ۔البتہ اس فن کی باقاعدہ تدوین اس دور میں نہیں ہوئی تھی۔ اسی پہلے مرحلہ میں ائمہ اربعہ اور صاحبین کا زمانہ بھی آتا ہے، جن کی تصانیف میں کئی ایسے اصولی نظریات ملتے ہیں جن کو فقہی قواعد سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ ان میں سے چندا قوال بطور نمونہ یہاں ذکر کیے جاتے ہیں:

1۔ امام مالک (متوفی 179ھ) نے اپنی کتاب "المدونہ میں کئی فقہی قواعد وضوابط کا تذکرہ کیا ہے۔ ان میں سے ایک قاعدہ یہ ہے:

”لا يرث أحد أحدا بالشك“[18]

"شک کی وجہ سے کوئی شخص کسی کا وارث نہیں بن سکتا۔ “

2- امام ابویوسف (متوفی 182 ھ) کی کتاب "الخراج“ میں بھی بہت سے قواعد ملتے ہیں۔ جیسا کہ :

”ليس للإمام أن يخرج شيئا من يد أحد إلا بحق ثابت معروف“[19]

" حاکم وقت کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی کے قبضہ سے کوئی چیز نکالے، البتہ کسی ثابت شدہ معروف حق کی بناء پر نکال سکتا ہے۔“

3۔امام محمد بن حسنؒ کتابوں کے مصنف ہیں۔ فقہ حنفی کی بنیادی کتابیں انہی کی لکھی ہوئی ہیں۔ ان کی کتابوں میں جابجا ضوابط فقہیہ ملتے ہیں، مثلا :

”كل أرض فتحت عنوة فوصل إليها ماء الأنهار فهي أرض خراج“[20]

"ہر وہ زمین جو جنگ لڑ کر فتح کی گئی ہو اور اس تک نہروں کا پانی پہنچتا ہو وہ خراجی ہے۔“

ماضی قریب (1409ھ) میں شیخ علی احمد ندوی نے "القواعد والضوابط الفقهية في التحرير شرح الجامع الكبير " نامی کتاب تیار کی ہے، جس میں امام محمد کی کتاب "الجامع الکبیر" کے قواعد کو جمع کیا گیا ہیں۔

4۔امام محمد بن ادریس شافعی (متوفی 204ھ) نے اپنی مشہور کتاب الام" میں بہت سے قواعد فقہ تحریر کیے ہیں۔ مثلا:

"لَا يُنسَبُ إِلَى سَاكِتٍ قَوْلُ قَائِلٍ وَلَا عَمَلُ عَامِلٍ إِنَّمَا يُنسَبُ إِلَى كُلِّ قَوْلُهُ وَعَمْلُهُ"[21]

" خاموش شخص کی طرف کسی قائل کا قول یا کسی عمل کرنے والے کا عمل منسوب نہیں کیا جائے گا، بلکہ ہر قائل کی طرف اس کا قول اور ہر عمل کرنے والے کی طرف اس کا عمل منسوب ہو گا۔

علماء نے لکھا ہے کہ اس دور میں درج ذیل تین قسم کے قواعد وجود میں آگئے تھے:

1. **قواعد الاستنباط :**

ان سے مراد اصول فقہ کے قواعد ہیں۔ ان کی روشنی میں مجتہدین شریعت کے بنیادی مآخذ (قرآن، سنت) سے مسائل مستنبط کرتے ہیں۔

2. **قواعد التخریج:**

ان سے مراد وہ قواعد ہیں جن کو علماء نے حدیث اور اس سے متعلق مباحث کے لیے وضع کیا ہے، جیسے روایت حدیث، تدوین حدیث ، ضبط روایات ، قبول اسناد، حدیث کی صحت وضعف کے دلائل، جرح و تعدیل کے اصول وغیرہ ان قواعد کی کتا بیں مصطلح الحدیث، اصول حدیث اور قواعد تحدیث" کے نام سے مشہور ہیں۔

3. **قواعد الاحکام :**

ان سے قواعد فقہ مراد ہیں، جن کی تدوین ابھی تک نہیں ہوئی تھی، بلکہ یہ مختلف کتابوں اور رسائل میں منتشر اور بکھرے ہوئے تھے ۔ [22]

دوسرا مر حلہ : قواعد فقہ کی تدوین وار تقاء:

یہ مرحلہ چوتھی صدی ہجری سے لیکر نویں صدی ہجری تک کے زمانے کو محیط ہے۔ اس دور میں قواعد فقہ کی با قاعدہ تدوین شروع ہوئی اور اسی زمانے میں قواعد فقہ نے کئی ارتقائی مراحل طے کیے۔ البتہ شیخ مصطفی الزر قا کی رائے یہ ہے کہ قواعد فقہ کی تدوین تیسری صدی

ہجری کے آخر میں شروع ہو گئی تھی اور اسی دور میں ہی علماء دائمہ مجتہدین ان سے استفادہ کیا کرتے تھے۔ [23]

ذیل میں ہم ترتیب وار اُن علماء کا اور قواعد فقہ سے متعلق اُن کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہیں جن کا زمانہ اس مرحلہ میں آتا ہے:

1. امام ابوالحسن الکرخی (متوفی 340 ھ)

قواعد فقہ کی تدوین کے سلسلے میں فقہاء حنفیہ کو شرف تقدم حاصل ہے، چنانچہ سب سے پہلے شیخ ابوالحسن الکرخی نے ایک رسالہ اصول الکرخی لکھا، جس میں انہوں نے سینتیس 37 فقہی قواعد جمع کیے تھے۔ اگر چہ علماء کی رائے یہ ہے کہ اس فن کی تدوین کی ابتداء شیخ ابو طاہر حنفی نے کی ہے، لیکن اس سلسلے میں سب سے پہلی تصنیف جو دستیاب ہے وہ یہی رسالہ ہے۔ اس رسالے میں تقریب ہر قاعدہ لفظ " الاصل" سے شروع ہوتا ہے۔ آپ نے اپنے رسالے کو درج ذیل قاعدے سے شروع کیا ہے :

"الأصل: أن مَاثَبَتَ بِالْيَقِينِ لَا يَزُولُ بِالشک"24

اس رسالے میں فقہی قواعد کے ساتھ ساتھ کئی اصول فقہ کے قواعد بھی شامل کیے گئے ہیں، لیکن کسی بھی قاعدے کی کوئی تشریح یا تفریع کا ذکر اس رسالے میں نہیں ہے۔ چنانچہ شیخ نجم الدین ابو حفص عمر بن احمد النسفی (متوفی573ھ) نے اس رسالے کی ایک مختصر شرح لکھی ہے۔

2. ابو طاہر محمد بن محمد د باس (متوفیٰ 340ھ)

یہ امام کرخی کے ہم عصر تھے۔ ان کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے ایسے سترہ قواعد مرتب کیے تھے جن پر فقہ حنفی کی جزئیات منطبق ہوتی ہیں، بلکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس فن کی تدوین میں اولیت و سبقت کا شرف انہی کو حاصل ہے، لیکن ان کی لکھی ہوئی کتاب یا رسالہ دستیاب نہیں ہے۔ چنانچہ شیخ مصطفی الزرقاء نے امام کرخی کے بارے میں لکھا ہے:

> "والظاهر أن الكرخي قد أخذ القواعد التي جمعها أبو طاهر الدباس وأضاف إليها" [25]

> "ظاہر یہ ہے کہ امام کرخی نے شیخ ابو طاہر کے جمع کر دہ سترہ قواعد کو لیکر اس کے ساتھ مزید اضافہ کر دیا (اور ایک رسالہ تیار کر لیا)۔"

ان کے سترہ قواعد میں وہ پانچ قواعد بھی تھے جو تقریبا تمام ائمہ کے ہاں متفقہ ہیں، جن کو ہم نے قواعد کی اقسام کے تحت امہات القواعد " کے نام سے ذکر کیا ہے۔

اس دور میں مسالک اربعہ (حنفیہ ،مالکیہ ، شافعیہ ، حنابلہ) کے علماء نے قواعد فقہ سے متعلق جو کتابیں لکھی تھیں وہ درج ذیل ہیں:

فقہ حنفی کی تصنیفات:

1۔ امام ابواللیث نصر بن محمد السمرقندی (متوفی ۳۷۳ھ) نے "تاسیس النظر" یا "تاسیس النظائر الفقهية" نامی کتاب لکھی۔ محمد رمضان نے جامعہ ازہر میں پی ایچ ڈی کے مقابلے کے طور پر اس کتاب کی تحقیق کی ہے اور کچھ عرصہ قبل ہی شائع ہوئی ہے۔

2۔ امام ابو زید الد بوسی (متوفی 430ھ)، جن کا پورا نام عبید اللہ بن عمر بن عیسی ہے، انہوں نے کتاب "تاسيس النظر في الأصول" لکھی۔ اس کتاب کا منہج اور مضمون امام سمرقندی کی تاسیس النظر " کی طرح ہی ہے۔ اس میں مصنف نے کئی قواعد کلیہ اور ضوابط فقیہ کو جمع کیا اور ائمہ کے درمیان اختلاف کی بنیاد اور اساس کی وضاحت بھی کی۔

3۔ اسی دور میں نجم الدین عمر النسفی نے امام کرخی کے رسالہ کی شرح لکھی۔

4۔ اس دور میں تدوین قواعد فقہ کے میدان میں ایضاح القواعد کا نام بھی آتا ہے، جس کے مصنف مشہور حنفی فقیہ علاء الدین محمد بن احمد سمرقندی (متوفی 539ھ) ہے ۔

5۔ تدوین قواعد کے اس دور میں امام ابو المظفر اسعد بن محمد الکر ابیسی (متوفی 570ھ) نے "الفروق " نامی کتاب لکھی، جس کی ترتیب انہوں نے فقہی ابواب کے طرز پر رکھی اورہر باب میں کچھ ابحاث مقرر کر کے ہر بحث میں تقریبادو مسائل (کبھی اس سے زیادہ) کا تذکرہ کیا اور ان مسائل کے درمیان فرق واختلاف کی وضاحت کے بعد اختلاف کی وجہ بننے والے ان قواعد کاتذکرہ بھی کیا جن میں ائمہ کا اختلاف واقع ہوا ہے، گویا کہ انہوں نے اپنی اس کتاب میں قواعد فقہ کو ضمناً ذکر کیا ہے۔

یہ کتاب شیخ محمد عموم کی تحقیق کے ساتھ "وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية الكويت" سے(1402ھ) میں شائع ہو چکی ہے۔

فقہ مالکی کی تصنیفات:

1۔ امام ابو عبداللہ محمد بن حارث الخشی القیر وافی (متوفی 361ھ) نے "أصول الفتيا في الفقه على مذهب الإمام مالك " نام سے ایک کتاب لکھی، جس میں انہوں نے مالکیہ کے کئی اصول و قواعد فقہ اور ان کی نظائر و شواہد

کو جمع کیا۔ اور تقریبا ہر باب کو مالکیہ کے اصول اور قاعدہ کے ساتھ شروع کیا ہے۔ جیسے " باب حد زنی کے شروع میں لکھا ہے کہ :

"من أصول هذا الباب قوله: الحدود تدرأ بالشبهات،

ولا يقام مع الرجم شيء من الحدود ولا من القصاص"[26]

"اس باب کے اصول میں سے یہ ہے کہ حدود شبہ کی وجہ سے دفع کیے جائینگے اور حدود وقصاص میں رجم کے ساتھ کوئی اور چیز قائم نہیں کی جائے گی"

2۔ قاضی عیاض بن موسی الیحصی المالکی (متوفی 544ھ) کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے "القواعد کے نام سے کتاب لکھی تھی۔

3۔ اس کے بعد امام ابو العباس شہاب الدین احمد بن ادریس بن عبد الرحمن الصنہاجی المصری المالکی (متوفی684ھ) نے کتاب الفروق لکھی۔

4۔ ابو القاسم، قاسم بن عبد اللہ انصاری (متوفی 723ھ) جو کہ ابن شاط" کے نام سے مشہور ہے۔ انہوں نے أدرار الشروق على أنواء الفروق " لکھی۔ اس کی طرز بھی تقریبا امام قرافی کی "الفروق " کی طرح ہے، تا ہم اس کتاب میں مصنف نے کئی مقامات پر امام قرافی پر تنقید کی ہے اور کئی جگہ مختلف اقوال میں کسی ایک قول کو ترجیح بھی دی ہے۔

5۔ ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن احمد القرشی التلمسانی (متوفی 758ھ) جو امام مقری کے نام سے مشہور ہے۔ انہوں نے "القواعد" کے نام سے کتاب لکھی، جو (2012ء) میں ڈاکٹر محمد دردابی کی تحقیق کے ساتھ "مطبع الامنیہ رباط سے شائع ہو چکی ہے۔ اس کتاب کا منہج اور طرز بھی ابواب فقہ کی ترتیب پر ہے، جس میں تقریباً 1253 قواعد وضوابط کو جمع کیا گیا ہے، تاہم بعض تعریفات اور اصطلاحات کی وضاحت کو بھی اس کتاب میں قاعدہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

فقہ شافعی کی تصنیفات:

دوسرے مرحلہ میں جہاں ایک طرف قواعد فقہ کی تدوین نے ترقی کی ، دوسری طرف اسی دور میں امام شافعی نے اصول فقہ میں اپنی شہرہ آفاق کتاب الرسالہ بھی لکھی، جس کی وجہ سے ان کو اصول فقہ کا بانی بھی کہا جاتا ہے۔ اس دور میں فقہاء شافعیہ نے قواعد فقہ کے سلسلے میں سب سے زیادہ کتابیں لکھی ، جن میں سے چند اہم درج ذیل ہے :

1۔ امام الحرمین کے والد ابو محمد عبد اللہ بن یوسف الجوینی (متوفی 438ھ) نے "الفروق " نامی کتاب لکھی۔

2- ابو حامد محمد بن ابراہیم جاجرمی شافعی (متوفی 613ھ) نے "القواعد فی فروع الشافعیہ نامی کتاب لکھی، تاہم یہ کتاب موجودہ دور میں نایاب ہے۔

3- شیخ عزالدین بن عبد السلام (متوفی 660ھ) جو امام قرافی مالکی کے استاذ تھے، انہوں نے قواعد فقہ پر پہلے ایک مختصر کتاب لکھی جس کے دو نام معروف ہیں۔ ایک "القواعد الصغری " دوسرا نام "مختصر الفوائد فی احکام المقاصد "۔ اس کے بعد انہوں نے ایک اور کتاب " قواعد الاحکام مصالح الا نام" لکھی جس کو بعد میں بڑی شہرت ملی۔ یہ کتاب محمود بن التلامید الشنقیطی کی تحقیق کے ساتھ دار المعارف ، بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔

4- ابوز کر یا یحیٰ بن شرف النووی (متوفی 676ھ) نے "الاصول والضوابط" کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں انہوں نے قواعد فقہ ، اہم اصول ، متشابہ اور ایک جیسے مسائل کو جمع کیا ہے۔

5- صدر الدین محمد بن عمر بن وکیل (متوفی 716ھ) نے " الاشباہ والنظائر نامی کتاب لکھی، جس میں شوافع کے مذہب کے مطابق قواعد فقہ کو جمع کیا گیا تھا، لیکن یہ کتاب غیر منقح تھی، کیونکہ مصنف اس کی تنقیح و ترتیب سے پہلے ہی انتقال کر گئے تھے۔

6- ابو سعید صلاح الدین کیکلدی شافعی متوفی ۷۶۱ ہجری) نے اپنی مشہور کتاب "المجموع المذهب في قواعد المذهب" بھی اس دور میں لکھی، جس کے تقریبا اکثر قواعد ابن وکیل کی کتاب الاشباہ والنظائر سے اخذ کی گئے ہیں تا ہم ترتیب اور تبویب ایک دوسرے سے مختلف ہے۔

7- تاج الدین عبد الوہاب بن علی سبکی (متوفی 771ھ) نے اسی دور میں قواعد فقہ میں ایک اور کتاب "الاشباہ والنظائر" کے نام سے لکھی۔ ان کے بعد جب علامہ سیوطی نے "الاشباہ والنظائر " لکھی تو انہوں نے علامہ سبکی کی کتاب ہی کو معتمد و بنیاد بنایا۔

8-جمال الدین عبدالرحیم بن حسن الاسنوی شافعی (متوفی 772 ھ) نے بھی "الاشباہ والنظائر" لکھی تھی لیکن اس کے بارے میں علامہ ابن سبکی لکھتے ہیں کہ :

" فیه أوهام کثیرة، لأنه مات عن مسودة "[27]

یعنی اس کتاب میں بہت سے اوہام ہیں۔

کیونکہ مصنف مسودہ کی تنقیح سے پہلے ہی انتقال کر گئے تھے۔

9- محمد بن بہادر زرکشی (متوفی 794ھ) نے "المنثور فی القواعد" لکھی جس کے قواعد کی ترتیب حروف تہجی پر قائم کی گئی ہے اور قواعد فقہ میں اس منہج و طریقے کی یہ سب سے پہلی کتاب ہے۔

10۔ شرف الدین عیسی بن عثمان الغزی شافعی (متوفی 799ھ) کی "القواعد من الفروع" بھی اسی دور میں لکھی گئی ہے۔

11۔ عمر بن علی شافعی (متوفی 804ھ) جو ابن ملقن کی کنیت مشہور ہے۔ انہوں نے ابواب فقہ کی ترتیب پر علامہ سبکی کی "الاشباہ والنظائر" کا خلاصہ لکھا جس کا نام "نواضر النظائر" ہے۔ یہ کتاب سید یوسف احمد کی تحقیق کے ساتھ دار الکتب العلمیہ، بیروت اسے دو جلدوں میں 2012ء میں چھپ چکی ہے۔

12۔ سراج الدین ابو حفص عمر بن رسلان بلقینی شافعی (متوفی 805ھ) کی کتاب "فوائد الحسام علی قواعدابن عبد السلام" بھی اسی مرحلہ میں لکھی گئی۔

13۔ شہاب الدین احمد بن محمد المقدسی شافعی (متوفی 815ھ) جو ابن الہائم کے نام سے مشہور ہے۔ انہوں نے "تحریر القواعد العلائية وتمهيد المسالك الفقهية'' کے نام سے قواعد فقہ پر کتاب لکھی۔

14۔تقی الدین ابو بکر بن محمد الحصنی (متوفی 829ھ) کی "القواعد" بھی اسی مرحلہ میں لکھی گئی ہے۔[28]

فقہ حنبلی کی تصنیفات:

1۔ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن حسین سامری حیلی (متوفی 616ھ) جو ابن سنینہ کے نام سے مشہور ہے اور مجتہد مذ ہب ہے، انہوں نے "الفروق" نامی کتاب لکھی، جس میں انہوں نے قواعد فقہ مسائل متشابہ اور ان کے درمیان فروق مع ادلہ ذکر کیے ہیں۔

2۔ سلیمان بن عبدالقوی بن عبد الکریم الطوفی حنبلی (متوفی 710ھ یا 716ھ) نے قواعد فقہ پر دو کتابیں لکھی تھیں۔ ایک کا نام "الرياض النواضر في الأشباه والنظائر" جو "القواعد الکبریٰ " کے نام سے مشہور ہے اور دوسری کتاب کا نام "القواعد الصغری" ہے۔

3۔ شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہ (متوفی 728 ھ) نے "القواعد النورانية في القواعد الفقهية" کتاب اسی دور میں لکھی تھی، لیکن یہ کتاب قواعد فقہ کی دیگر کتابوں کی طرح نہیں ہے، بلکہ یہ فقہی کتب کی طرح ہی ہے۔ جس کی ترتیب ابواب فقہ پر رکھی گئی ہے اور مسائل کے درمیان مقارنہ کرتے ہوئے آپ نے کئی فقہی قواعد کا تذکرہ کیا ہے۔

4۔ ابوالعباس شرف الدین احمد بن حسین حنبلی (متوفی 771ھ) جو ابن قاضی الجبل کے نام سے مشہور ہے، ان کی کتاب "القواعد الفقهية" بھی اسی دور میں لکھی گئی ہے۔

5۔ علی بن عباس بعلی حنبلی (متوفی 803ھ) جو ابن لحام کی کنیت سے مشہور ہے، انہوں نے "القواعد والفوائد الأصولية، وما يتعلق بها من الأحكام الفرعية" کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی جو کئی فقہی قواعد و ضوابط اور ان کی تفریعات پر مشتمل ہے۔

مرحلہ ثانیہ کی تصنیفات کا طرز:

سابقہ تفصیل میں جتنی کتابوں اور تصنیفات کا ذکر ہو چکا ہے ، ان کے مصنفین نے متعین طور پر کوئی خاص طرز اور طریقہ نہیں اپنایا تھا، یہ کتا بیں مختلف طرز پر لکھی گئی ہیں، جن کو ہم درج ذیل تین اقسام میں تقسیم کر سکتے ہیں:

- اس مرحلہ میں بعض قواعد فقہ کی کتا بیں وہ ہیں جو کتب فقہ کے طرز و ترتیب پر لکھی گئی ہیں، جن میں پہلے عبادات، پھر مناکحات، پھر معاملات اور حدود کے ابواب کو ذکر کیا گیا ہے۔ جیسے قواعد مقری اور علامہ ابن رجب حنبلی کی کتاب وغیرہ۔
- بعض کتب میں قواعد فقہ کے عموم و خصوص اور ان کے موضوع کو مد نظر ر کھ کر قواعد کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ یعنی پہلے ان قواعد کا تذکرہ کیا گیا جو عام اور زیادہ فروعات پر مشتمل ہیں۔ پھر خاص قواعد کا تذکرہ کیا۔ یا ایک موضوع کے قواعد کو پہلے اور دوسرے موضوع کے قواعد کو بعد میں ذکر کیا گیا۔ اس طرز کی کتابیں علامہ علائی کی "المجموع المذهب" اور علامہ ابن سبکی کی "الاشباه والنظائر " وغیرہ ہیں۔
- اس دور میں بعض کتابوں کے اندر حروف تہجی کے اعتبار سے قواعد فقہ تحریر کیے گئے ہیں، جیسے علامہ زرکشی کی "المنثور في القواعد " وغیرہ۔[29]

تیسرا مرحلہ : قواعد فقہ کا استقرار:

یہ دور دسویں صدی ہجری سے لے کر تیرہویں صدی ہجری کی ابتداء سے ذرا پہلے تک ہے۔ بالفاظ دیگر 1000ھ کی ابتداء سے لیکر "مجلہ الاحکام العدلیہ کی تالیف یعنی (1293ھ) سے پہلے تک کا دور "مرحلہ استقرار" کہلاتا ہے۔ یہ ایسا دور ہے جس میں قواعد فقہ کو استحکام اور مضبوطی حاصل ہوئی۔ اس دور میں قواعد فقہ سے متعلق جو کتابیں تصنیف ہو ئیں ، وہ درج ذیل ہیں :

1- شیخ جلال الدین سیوطی شافعی (متوفی 911ھ) نے "الأشباه والنظائر" نامی کتاب لکھی۔

2- علامہ سیوطی شافعی نے اس دور میں قواعد فقہ کے بارے میں ایک اور کتاب بھی لکھی جو "شوارد الفوائد فی لضوابط والقواعد" کے نام سے مشہور ہے۔

3-جمال الدین یوسف بن حسن بن عبد الہادی (متوفی 909ھ) نے اس دور میں قواعد فقہ کے بارے میں "القواعد الكلية والضوابط الفقهية" نامی کتاب لکھی ہے، جو جام بن سلیمان کی تحقیق کے ساتھ بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔

4- ابوالحسن علی بن قاسم الزقاق مالکی (متوفی 912ھ) نے ایک کتاب لکھی جس کا نام "منظومة المنهج المنتخب" ہے۔ اس میں قواعد فقہ کے ساتھ ساتھ دوسرے علمی فوائد بھی ہیں۔

5- ابو العباس احمد بن یحییٰ مالکی (متوفی 914ھ) نے بھی اس دور میں "إيضاح المسالك إلى قواعد الإمام مالک" نامی کتاب لکھی جو طبع ہو چکی ہے۔ یہ کتاب تقریبا ایک سواٹھارہ (118) قواعد فقہ پر مشتمل ہے۔

6- ابو عبد اللہ محمد بن احمد ، ابن غازی مالکی (متوفی 919ھ) کی مشہور کتاب "الكليات الفقهية" بھی اسی دور میں لکھی گئی ہے۔

7- عبد الواحد بن احمد بن علی الزقاق (متوفی 931ھ) نے علامہ ابوالعباس کی "إيضاح المسالك" کی شرح لکھی جو " النور المقتبس في قواعد مالك بن أنس" نام سے معروف ہے۔

8- زین الدین بن ابراہیم (متوفی 970ھ)، جو علامہ ابن نجیم حنفی کے نام سے مشہور ہے۔ انہوں نے اس دور میں "الأشباه والنظائر" کے نام سے ایک کتاب لکھی، جو فقہ حنفی کی معتبر اور مقبول ترین کتابوں میں سے ایک ہے۔علامہ ابن نجیم کی اس کتاب کی بہت سی شروح لکھی گئی ہیں ، مثلا:

- علامہ خیر الدین احمد بن علی رملی (متوفی 1081ھ) نے اس پر ایک حاشیہ لکھا جو "نزهة النواظر على الأشباه والنظائر" کے نام سے حاشیہ حموی کے ساتھ طبع ہو چکا ہے۔
- محمد امین بن عمر (متوفی 1198ھ)، جو ابن عابدین کے نام سے مشہور ہے، انہوں نے بھی "نزهة النواظر " کے نام سے اس پر ایک حاشیہ لکھا ہے۔

- احمد بن محمد حموی (متوفی 1290ھ) نے بھی اس کی ایک شرح لکھی جس کا نام "غمز عیون البصائر شرح الأشباہ والنظائر " ہے اور "شرح الحموی" کے نام سے مشہور ہو چکی ہے۔ یہ شرح سب سے زیادہ معروف و متداول ہے۔ اس شرح کو بہت سے علماء نے مستند سمجھا ہے۔ علامہ حموی نے کتاب کے مغلق و مبہم مقامات کی وضاحت کے ساتھ ساتھ بہت سی باتوں کا اپنی طرف سے اضافہ بھی کیا ہے۔ یہ کتاب مولانا نعیم اشرف صاحب کی تحقیق و تخریج کے ساتھ ادارۃ القرآن، کراچی سے چھپ چکی ہے۔

9۔ شیخ احمد بن علی منجور مالکی (995ھ) نے اس دور میں "شرح المنہج" نامی کتاب لکھی۔

10۔ ابو سعید محمد بن مصطفی بن عثمان حسینی خادمی حنفی (متوفی 1176ھ) نے اصولِ فقہ میں ایک کتاب "مجامع الحقائق وشرحہ منافع الدقائق" کے نام سے لکھی، جس میں انہوں تقریبا پچپن قواعد فقہ بھی تحریر فرمائے ہیں۔ اس کتاب کی شرح مصطفی بن محمد کو زل حصاری نے لکھی ہے ، جو اسی کتاب کے ساتھ چھپ چکی ہے۔

چوتھا مر حلہ : نشاۃ ثانیہ:

اس سے پہلے کے ادوار میں کئی قواعد فقہ تحریر میں آنے سے رہ گئے تھے۔ اسی طرح بہت سے قواعد فقہ منتشر تھے، ایک جگہ یکجا جمع نہ تھے ۔ ان کا کتب فقہ کے ساتھ کوئی خاص ربط نہیں تھا، لیکن چوتھے دور میں قواعد فقہ کے سلسلے میں علماء نے کئی انقلابی قدم اٹھائے، جس کی وجہ سے قواعد فقہ ایک مربوط، منظم اور مستقل فن ہونے کی حیثیت سے سامنے آیا۔ اس لیے اس دور کو قواعد فقہ کے لیے نشاہ ثانیہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ یہ دور تیرہویں صدی ہجری کے اختتام سے شروع ہو کر آج تک کے زمانے پر مشتمل ہے۔ بالفاظ دیگر "مجلہ الاحکام العدلیہ " کی تصنیف (1293ھ) سے لیکر آج تک کا دور قواعد فقہ کے لیے چو تھا مرحلہ قرار دیا گیا ہے۔اس دور میں قواعد فقہ کی خدمات کو درج ذیل اقسام یا صورتوں میں جمع کیا جا سکتا ہے:

1. قانونی طرز پر جمع کرنا
2. تحقیق و تخریج
3. استخلاص قواعد
4. قواعد کے مظان و ماخذ
5. موضوع کی تحقیق میں قواعد کو لانا
6. موضوع واحد کے قواعد کو جمع کرنا

7. قواعد فقہ کے مداخل

1. قانونی طرز پر جمع کرنا:

اس سے مراد یہ ہے کہ قواعد فقہ کو جدید قانونی طرز و شکل میں ڈھالنا اور ان کو مواد اور دفعات کی صورت میں موضوعات کی ترتیب سے ذکر کرنا تا کہ قاضی یا کوئی بھی فیصلہ کرنے والے کو اس سے استفادہ کرنا آسان ہو ، اس سلسلے کی کتابیں درج ذیل ہیں:

1۔ ان میں سر فہرست "مجلة الاحكام العدلية " ہے۔ یہ تیرہویں صدی ہجری میں دولت عثمانیہ ترکی کے دور میں احمد جودت پاشا کی نگرانی میں تالیف کی گئی ہے۔ جس کی ترتیب جدید قانونی ضابطہ بندی کے مطابق ہے۔ مجلہ کی ابتدائی دستاویز محرم (1282ھ) میں احمد پاشا کے سامنے پیش کی گئی تھی، لیکن تیر ہویں صدی ہجری (1286ھ) میں اس کی باقاعدہ تصنیف کا آغاز ہوا اور اسی صدی کے آخر (1293ھ) میں اس کی تدوین مکمل ہو گئی اور اسی صدی میں یہ حکم جاری کیا گیا کہ دولت عثمانیہ کی تمام عدالتوں میں اس کو رائج کیا جائے۔ اس کے بعد کئی علماء نے مجلہ الاحکام العدلیہ کی شروحات لکھی، جن کو مختصر اذیل میں ذکر کیا جاتا ہے :

- علامہ علی حیدر ترکی نے "درر الحكام شرح مجلة الأحكام" نامی شرح لکھی، جس میں مجلہ کے ہر مادے کی توضیح و تشریح کے ساتھ ساتھ دلائل و مصادر اور بہت ساری جزئیات و تفریعات کا تذکرہ کیا ہے۔ علامہ علی حیدر دولت عثمانیہ کے مفتی، عدلیہ کے وزیر اور محکمہ تمییز کے رئیس تھے۔ انہوں نے یہ شرح ترکی زبان میں لکھی تھی، جس کا پہلا ایڈیشن 1925ء میں شائع ہوا تھا۔ اس کو بعد میں ایک وکیل فہمی الحسینی نے عربی زبان میں منتقل کر دیا جو چار جلدوں میں چھپ چکی ہے۔
- مجلہ کی دوسری مشہور شرح علامہ خالد اتاسی (متوفی 1326ھ) کی "شرح المجلة" ہے، جو حمص کے مشہور عالم و مفتی تھے۔ انہوں نے اپنی شرح کا آغاز مجلہ کے پہلے سو مواد کو چھوڑ کر مادہ نمبر ایک سو ایک "کتاب البیوع" سے کیا تھا۔ انہوں نے یہ شرح مجلہ کے مادہ نمبر (1728) تک لکھی تھی کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹے شیخ طاہر آتاسی (متوفی 1359ھ) نے مجلہ کے مادہ نمبر (1729) سے لیکر آخر تک اور ابتدائی سو مواد کی شرح لکھ کر اس شرح کو مکمل کر لیا جواب ایک ساتھ چھپ چکی ہے۔

- ❖ شیخ سلیم رستم باز (متوفی 1328ھ) نے بھی مجلہ کی ایک شرح "شرح المجلة" لکھی ہے، جو مجلہ کی اولین عربی شروحات میں سے ہے۔ اس شرح کو کافی مقبولیت حاصل ہوئی، یہاں تک کہ اب تک اسے تقریبا (12) مطابع نے شائع کیا ہے۔ اس میں انہوں نے قواعد فقہ اور دیگر مواد کی بڑی جامع اور عام فہم تشریح کی ہے اور قواعد فقہ کی تطبیقات بھی تحریر فرمائی ہے۔
- ❖ مجلہ کی ایک شرح "شرح قواعد المجلة" شیخ عبدالستار قریمی (متوفی 1304ھ) نے لکھی ہے، جس میں انہوں نے صرف مجلہ کے قواعد یعنی ابتدائی سو مادوں ہی کی تشریح و توضیح بیان کی ہے۔
- ❖ شیخ محمد سعید عبدالغنی راوی (متوفی 1354ھ) نے بھی مجلہ کی ایک شرح "شرح المجلة" لکھی ہے۔
- ❖ شیخ محمد سعید محاسنی (متوفی 1374ھ) نے مجلہ کی تین جلدوں پر مشتمل ایک شرح "شرح مجلة الأحكام العدلية" کے نام سے لکھی جو 1927ء میں چھپ چکی ہے۔ اس شرح کی عبارات واسلوب دوسری تمام شروح سے زیادہ آسان و سہل ہے۔
- ❖ شیخ منیر قاضی (متوفی 1389ھ) نے بھی مجلہ کی ایک شرح "شرح المجلة" لکھی ہے، جس کے بارے میں آتا ہے کہ یہ مجلہ کی سب سے زیادہ تفصیلی شرح ہے۔
- ❖ یوسف آصاف نے "مرآة المجلة " کے نام سے مجلہ ایک شرح لکھی جو دو جلدوں میں چھپ چکی ہے،لیکن اس میں صرف مادہ نمبر (940) تک کے دفعات کی تشریح ہے۔ شاید مصنف اس شرح کو مکمل نہ کر سکے۔
- ❖ متاخرین میں سے شیخ احمد الزرقاء نے مجلہ کے ننانوے مواد کی شرح "شرح القواعد الفقهية" کے نام سے لکھی ہے، جن میں صرف مجلہ کے قواعد فقہ کا تذکرہ ہے۔ اس میں انہوں نے ہر قاعدے کی پہلے تشریح کر کے پھر اس پر تطبیقات و تفریعات بیان کی ہے۔
- ❖ شیخ مصطفی الزرقاء بن احمد الزرقاء نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب "المدخل الفقهي العام" میں مجلہ کے نناوے قواعد کی مختصر ، مگر اہم تشریح کر کے اس کے ساتھ اکتیس (31) قواعد کا اضافہ کیا ہے۔ شیخ مصطفی نے مجلہ کی ترتیب سے ہٹ کر اپنے طور پر ہر قاعدے کے ابتدائی حرف معجم کی بنیاد پر ان قواعد کی ترتیب رکھی ہے

2۔ مجلہ کی طرح ایک اور قانونی کتاب شیخ احمد بن عبد اللہ قاری (متوفی 1359ھ) نے لکھی ہے جو " مجلة الأحكام الشرعية على مذهب الإمام أحمد بن حنبل" کے نام سے چھپ چکی ہے۔ اس کتاب کے مقدمہ میں مصنف نے تقریبا ایک سو ساٹھ /160 قواعد فقہ کو جمع کیا ہے، جو علامہ ابن رجب کے قواعد کا خلاصہ ہے۔

2۔ تحقیق و تخریج:

اس دور میں دوسرا اہم کام یہ ہوا کہ کئی علماء اور طلباء نے قواعد فقہ کے بارے میں لکھی ہوئی قدیم کتب کی تحقیق و تخریج کو اپنا موضوع بنایا، لہذا اسی کی قدیم کتابیں اب تحقیق و تخریج کے ساتھ نئے اور جدید اسلوب میں چھپ چکی ہیں۔ ان میں سے چند کتابیں درج ذیل ہیں:

1۔ علامہ زرکشی کی مشہور کتاب "المنثور" پر شیخ تیسیر فائق احمدمحمود نے تحقیقی کام کیا۔ اور یہ کتاب تین جلدوں میں وزارة الاوقاف والشئون الاسلامیہ کویت سے چھپ چکی ہے۔

2 ۔ابن خطیب دہشہ کی کتاب " مختصر من قواعد العلائی والا سنوی" بھی شیخ مصطفی محمود البنجوینی کی تحقیق کے ساتھ منظر عام پر آگئی ہے۔

3۔شیخ عز بن عبد السلام کی کتاب "القواعد الصغریٰ" بھی (1988ء) میں جلال الدین عبد الرحمان کی تحقیق کے ساتھ چھپ گئی ہے۔

4۔ شیخ و نشریسی کی کتاب "إيضاح المسالك الى قواعد الإمام مالک" پر دو افراد نے الگ الگ تحقیقی کام کیا ہے۔ ایک شیخ احمد ابوطاہر الخطابی نے اور دوسرے شیخ صادق بن عبدالرحمان غریابی نے۔ دونوں کی تحقیق چھپ چکی ہے۔

5۔ شیخ احمد بن حمید نے بھی علامہ مقری کی کتاب "القواعد " کے بارہ سو(1200) قواعد میں سے چار سو چار/404 قواعد کی تحقیق کی ہے۔

6- علامہ منجور کی کتاب "شرح المنهج المنتخب" پر شیخ محمد شنقیطی نے تحقیقی کام کیا ہے۔

7۔ علامہ سبکی کی مشہور کتاب "الاشباه والنظائر " پر شیخ عادل احمد اور شیخ علی محمد معوض دونوں نے مشترکہ تحقیق کی ہے جو (1991ء) میں منظر عام پر آگئی ہے۔

8۔شیخ ابن وکیل کی کتاب "الاشباه والنظائر " پر شیخ احمد محمد اور شیخ عادل شویخ نے تحقیقی کام کیا ہے۔

9۔ علامہ علائی کی کتاب "المجموع المذهب في قواعد المذهب" پر شیخ عبد الغفار الشریف نے تحقیق و تخریج کا کام کیا ہے۔

10۔ شیخ ابو بکر الحصنی کی "القواعد "پر شیخ عبد الرحمن الشعلان اور شیخ جبریل البصیلی نے تحقیق کی ہے جو 1998ء میں چھپ چکی ہے۔

11۔ علامہ ابن رجب کی کتاب "تقرير القواعد و تحرير الفوائد" پر شیخ مشہور حسن السلمان نے تحقیقی کام کیا ہے۔

12 ۔علامہ ابن نجیم حنفی کی کتاب "الفوائد الزينية في مذهب الحنفية" پر بھی شیخ مشہور حسن السلمان نے اور جو پھر شیخ محمد غرابیہ نے تحقیقی کام کیا ہے جو منظر عام پر آگیا ہے۔

3۔استخلاص قواعد :

فقہ اور اصول فقہ کی مشہور تصنیفات جیسے امام شافعی کی کتاب الام ، امام سرخسی کی المبسوط ، امام ابن عبد البر کی "الاستذکار اور امام بہوتی کی کشاف القناع اور ان جیسی دوسری کتابیں ایسی ہیں جن میں جگہ جگہ بہت سارے قواعد فقہ ضمناً بیان کیے گئے ہیں۔ اس دور میں کئی محققین اور باحثین نے ایسی کتابوں سے قواعد فقہ کو چن چن کر فقہی موضوعات کی ترتیب کے مطابق مرتب کیا۔ استخلاص سے ہماری یہی مراد ہے۔ قواعد فقہ کی اس قسم کی کتابوں میں سے چند کتابیں درج ذیل ہیں:

1-الفرائد البهية في القواعد والفوائد الفقهية " یہ کتاب شام کے مفتی شیخ محمود حمزہ الحسینی (1305ھ)کی تصنیف ہے۔ انہوں نے حنفی کی کئی کتابوں کی چھان بین کر کے کئی قواعد وضوابط تلاش کر کے ان کو فقہی ابواب کے مطابق مرتب کیا ہے۔

2۔ شیخ عبد الر حمن بن ناصر سعدی (1376ھ) نے حنابلہ کی کتابوں سے فقہی قواعد نکال کر ایک مجموعہ ترتیب دیا ہے جو "القواعد والأصول الجامعة والفروق والتقاسيم البديعة النافعة" کے نام سے چھپ گئی ہے۔

3۔شیخ عبدالرحمن کی ایک اور کتاب "طريق الوصول إلى العلم المأمول بمعرفة القواعد والضوابط الفقهية " کے نام سے بھی ہے جس میں انہوں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم کی کتابوں سے ایک ہزار سے زیادہ قواعد و ضوابط اخذ کر کے جمع کیے ہیں، لیکن ان ضوابط کا تعلق صرف فقہ سے نہیں ہے، بلکہ عقائد اور اخلاق وغیرہ سے متعلق بھی ہیں۔

4- "القواعد الفقهية في بابي العبادات والمعاملات" یہ پی۔ ایچ۔ ڈی کا مقالہ ہے جو ابن قدامہ کی مشہور کتاب "المغنی" سے اخذ کردہ قواعد پر مشتمل ہے۔ اور اس کو مرتب کرنے والے شیخ عبداللہ عیسی ہے۔

5۔ امام محمد کی مشہور کتاب "الجامع الصغیر" کی شرح "التحریر" جو شیخ جمال الدین الحصیری نے لکھی ہے۔اس سے شیخ علی احمد ندوی نے کئی قواعد و ضوابط اخذ کر کے "القواعد والضوابط الفقهية الواردة في التحرير شرح الجامع الصغير "کے نام سے مجموعہ مرتب کیا ہے۔

6۔شیخ ناصر عبد اللہ میمن نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے ان قواعد کو لیکر ایک مجموعہ مرتب کیا ہے جو انہوں نے کتاب الطہارۃ اور کتاب الصلوۃ میں بیان کیے ہیں۔ اس مجموعے کا نام "القواعد والضوابط الفقهية" ہے۔

4۔ قواعد کے مظان و مآخذ:

اگرچہ فقہی کتابوں میں کئی قواعد فقہ بیان کیے گئے ہیں، لیکن ان کے اصل ماخذ کیا ہیں؟ یا بالفاظ دیگر ان قواعد کو سب سے پہلے کس نے اپنی کو نسی کتاب میں لکھا ہے، اسی مقام اور اصل اخذ سے قواعد کو لیکر جمع کیا گیا اس پر علماء کرام نے کام کر کے کچھ مجموعے مرتب کیے ہیں۔ مثلا:

1۔ شیخ عمیم الاحسان بنگلہ دیشی نے " قواعد الفقه " نامی کتاب مرتب کی ہے جو پانچ رسائل پر مشتمل ہے : اصولِ کرخی، تاسیس النظر ، آداب المفتی، التعریفات الفقیہ اور قواعد فقہ۔ اس میں تقریبا 426 قواعد ہیں جن کو حروف معجم کی ترتیب سے لکھا گیا ہے۔

2۔ ڈاکٹر محمد صدقی البورنو نے فقہی کتب سے قواعد فقہ کو چن کر ایک مجموعہ مرتب کیا جو " موسوعة القواعد الفقهية" کے نام سے چھپ چکا ہے۔ انہوں نے حروف معجم کی ترتیب سے تقریبا ایک ہزار انیس (1029) قواعد کو جمع کیا ہے۔

3۔مؤسسہ زاید بن سلطان کی طرف سے " معلمة زايد للقواعد الفقهية والأصولية" کے نام سے اکتالیس (41) جلدوں میں قواعد فقہ کا عظیم ذخیر ہ (2013ء) میں چھپا ہے۔ یہ قواعد فقہ کی دیگر کتب اور موسوعات سے زیادہ ضخیم اور مفید کتاب ہے۔

5۔موضوع کی تحقیق میں قواعد کو لانا:

گزشتہ قریبی دور کے علماء نے اس طرف بھی کافی توجہ دی ہے کہ کسی ایک موضوع پر کوئی تحقیقی کام کرنا ہو تو اس موضوع کی ہر شاخ کو تحقیق و تفصیل سے بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اسی موضوع کے قواعد فقہ کو بھی اس بحث کے ضمن میں ذکر کیا۔ مثلا: نیت کے موضوع سے متعلق شیخ احمد بن احمد حسینی کی کتاب "نهاية الإحكام في بيان ما للنية من

احکام" اور شیخ یعقوب با حسین کی "الأمور بمقاصدها" وغیرہ کتب معروف ہیں۔ ضرورت شرعیہ کے موضوع سے متعلق عبد الکریم زیدان کی کتاب "حالة الضرورة في الشريعة الإسلامية " اور شخ و ہبہ زحیلی کی "نظرية الضرورة" وغیرہ مشہور ہیں۔ عرف وعادت کے موضوع کے بارے میں شیخ مصطفی الزرقاء کی "نظرية العرف" اور شیخ عمر عبد اللہ کی "العرف في الفقه الإسلامي" اور شیخ خلیل محمد نصر کی "العادة محكمة" معروف کتابیں ہیں۔ ضمان سے متعلق شیخ و ہبہ زحیلی کی "نظرية الضمان" اور شیخ مصطفی الزرقاء کی "الفعل الضار والضمان فيه" نہایت اہم اور تحقیقی کتا بیں ہیں ۔

6. موضوع واحد کے قواعد کو جمع کرنا :

اس سے مراد یہ ہے کہ کسی ایک موضوع کو منتخب کر کے اس سے متعلق تمام قواعد فقہ کو جمع کرکے اسے کتابی شکل دینا۔ اس میں اصل مقصود ہی خاص موضوع کے قواعد کو لانا ہوتا ہے اور اس موضوع کی تحقیق و تفصیل قواعد کے ضمن میں کی جاتی ہے۔ جیسے مالی معاملات اور اقتصاد سے متعلق شیخ ابراہیم محمد حریری کی کتاب "القواعد الفقهية الكلية في النظام الاقتصادي" مشہور ہے۔ انہی کی دوسری کتاب "القواعد والضوابط الفقهية لنظام القضاء في الإسلام" ہے جو نظام قضاء و عدالت سے متعلق ہے۔

7. قواعد فقہیہ کے مداخل:

موجودہ دور میں قواعد فقہ کے سلسلے میں "مد خل" کے نام سے کئی کتابیں لکھی گئی ہیں ، جن کا موضوع اصلا قواعد فقہ کو جمع کرنا یا ان کی تشریح و تفصیل نہیں ہوتا، بلکہ ان میں قواعد فقہ کی ابتدائی، بنیادی اور تمہیدی باتوں کی تحقیق ہوتی ہے۔ مثلا قواعد فقہ کا تعارف اور حقیقت، قواعد کے مآخذ و مصادر، قواعد کی حجیت اور قانونی حیثیت، قواعد کی اہمیت اور فوائد ، قواعد کی اقسام اور قواعد کی تدوین و تاریخ کی تفصیل ان کتب میں بیان کی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں شیخ یعقوب عبد الوہاب کی کتاب "القواعد الفقهية: المباديء، المقومات المصادر الدليلية التطور، دراسة تحليلة تأصليلية تاريخية" اہم کتاب ہے۔ اس کے علاوہ شیخ مصطفی الزرقاء کی کتاب "المدخل الفقهي العام"۔ شیخ ابراہیم حریری کی "المدخل الى القواعد الفقهية الكلية شیخ محمد وائلی کی "القواعد الفقهية: تاريخها وأثرها في الفقه" اور شیخ محمد الحصری کی "القواعد الفقهية للفقه الإسلامي" وغیر واہم کتابیں ہیں۔

حوالہ جات وحواشی:

1 الحموی،ابو العباس،أحمد بن محمد،غمز عیون البصائر شرح کتاب الأشباه والنظائر(لزين العابدين ابن نجیم) (بیروت:دار الکتب العلمیہ، 1985ء)، ج1،ص51
Al-Hamavi,Abu Ul-Abbas,Ahmad bin Muhammad, Ghamz Ul Oyoon Ul-Basayir Shara Kitab Al-Ashba Wannazir Le-Zain Ul Abideen,Berut, Dar Ul Kutub Ul-Ilmi,1985,1:51

2 الحسيني،محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق،تاج العروس من جواهر القاموس(الریاض:دار الہدایہ)،ج9،ص60
Al-Husaini,Muhammad bin Muhammad bin Abdul Razzaq, Tajul Ul Uroos Men Jawahi al Qamoos,Riaz,Dar Ul Hidaya,9:60

3 سورة البقرة:2:127
Suraht Ul Baqara:2:127

4 الجرجاني،علي بن محمد بن علي،التعريفات،طباعت اول،(بیروت:دار الکتاب العربي،1405ھ)،ج1،ص210
Al-Jurjani,Ali bin Muhammad bin Ali, Al-Tarifat, Edition:1st, Berut, Dar ul-Kitab ul-Arabi,1405H,1:210

5 الشاطبي،الغرناطي،إبراہیم بن موسی،(المتوفی:790ھـ)،الموافقات،طباعت اول(الریاض:دار ابن عفان،1997ء)،ج2،ص84
Al-Shatibi,Al-Gharnati,Ibrahim bin Musa,(790H),Al-Muafiqat, Edition:1st,Riaz,Dar Ibni Affan,1997,2:84

6 الغزي،محمد صدقي بن أحمد،الوجيز في إيضاح قواعد الفقه الكلية(بیروت:مؤسسة الرسالة)،ج1،ص2
Al-Ghzi,Muhammad Siddiqi bin Ahmad, Al-Wajeez fe Izah Qawad ul Fiqh Al-kulya, Berut, Mosasa Turesala,1:2

7 أبي السعود،السَّيِّدِ مُحَمَّدٍ،(1172ھ) عُمْدَةُ النَّاظِرِ على الْأَشْبَاهِ وَالنَّظَائِرِ،(قاہرہ:دار الکتب)ج1،ص26
Abu Saood, Al-Sayyad Muhammad, Umdat Ul Nazir Alal Al-Ashbah Wa-Nazayir,Qahira,Dar Ul-Kutub,1:26

8 المقری،احمد بن محمد بن عبداللہ (متوفی 429ھ)، کتاب القواعد، مقدمۃ التحقیق،(دمشق:دار الفکر)،ج1،ص107
Al-Muqri,Ahmad bin Muhammad bin Abdullah(429H),Kitab Ul Qawaid,Muqadimt Ul-Tahqeeq,Demishq,Dar Ul-Fekar,1:107

9 غازی،محمود احمد،قواعد کلیہ اور ان کا آغاز و ارتقاء،طبع دوم،(اسلام آباد:شریعہ اکیڈمی،2014ء)،ص19

Ghazi,Mehmood Ahmad,Qawaid Kuliyya awr in ka Aghaz o Irtiqa,Edition:2nd,Islam Abad,Sharia Academy ,2014.19

10 ابراہیم مصطفی،أحمد الزیات،حامد عبد القادر،المعجم الوسیط،(قاہرہ:دار الدعوة)،ج1،ص533

Ibrahim Mustafa,Ahmad Zayyat,Hamid Abdul Qadir,Al-Muajam Al-Waseet,Qahira,Dar Ul-Dawa,1:533

11 زرقا،مصطفی احمد،المدخل الفقهی العام،طبع دوم(دمشق:دار القلم،2004ء)،ج2،ص965

Zarqa,Mustafa Ahmad,Al-Madkhal Ul-Al-Feqhi Al-aam, Edition:2nd,Demishq,Dar Ul-Qalam,2004.2:965

12 الفيومي،أحمد بن محمد،المصباح المنير في غريب الشرح الكبير،(بیروت:مکتبہ علمیہ)،ج2،ص510

Al-Fayoomi,Ahmad bin Muhammad,Al-Misbah Al-Muneer Fe Ghareeb Al-Sharh Ul-Kabeer,Berut,Maktaba Ilmia,2:510

13 الحموي،أبو العباس،أحمد بن محمد،غمز عيون البصائر،ج1،ص31

Al-Hamavi,Abu Ul-Abbas,Ahmad bin Muhammad, Ghamz Ul Oyoon Ul-Basayir,1:31

14 محمدعثمان شبیر،القواعد الکلیہ والضوابط الفقهیہ فی الشریعة الاسلامیہ،طبع دوم(اردن:دار النفائس،2008ء)،ص20

Muhammad Usman Shabbir,Al-Qawaid Ul-Kullia wa Zawabit Al-Feqhia Fe-Al-Shariat Ul-Islamia, Edition:2nd, Urdan,Dar Ul-Nafais,2008,20

15 ابراہیم بن نجیم،زین العابدین،(970ھ)،الأشباه والنظائر،(بیروت:دار الکتب العلمیة،1980ء)،ج1،ص20

Ibrahim bin Nujaim,Zain Ul Abdeen(970H),Al-Ashba Wannazir Le-Zain Ul Abideen,Berut, Dar Ul Kutub Ul-Ilmi,1980,1:20

16 زرقا،مصطفی احمد، المدخل الفقهی، ج1،ص60

Zarqa,Mustafa Ahmad,Al-Madkhal Ul-Al-Feqhi Al-aam,1:60

17 محمد،عثمان شبیر،القواعد الکلیہ و الضوابط الفقهیہ فی الشریعة الاسلامیہ،ص74

Muhammad Usman Shabbir,Al-Qawaid Ul-Kullia wa Zawabit Al-Feqhia Fe-Al-Shariat Ul-Islamia,74

18 انس بن مالك،(179ھ)،المدونة الکبری،(بیروت:دار الکتب العلمیة)،ج2،ص33

Anas bin Malik,(179H),Al-Mudawant Ul-Kubra, Berut, Dar Ul Kutub Ul-Ilmi,1980,2:33

[19] ابویوسف،یعقوب بن إبراہیم،الخراج،طباعت سوم(قاہرہ:مطبعہ سلفیہ)،ص65

Abu Yousaf,Yaqoob bin Ibrahim, Al-Kharaj, Edition:3rd,Qahira,Matba Salfia,65

[20] شيباني،محمد بن الحسن،(المتوفى:189ھ)،الجامع الصغير وشرحه النافع الكبير،(بيروت:عالم الكتب،1406ھ)،ج1،ص311

Shaibani,Muhammad bin Al-Hassan(189H),Al-Jami Al-Sagheer wa Sharho Al-Nafi Al-Kabeer,Berut,Dar Ul-kutub,1406H,1:311

[21] شافعی،محمد بن إدريس،(المتوفى:204ھ)،الأم،(بيروت:دار المعرفة،1393ھ)،ج1،ص152

Shafi,Muhammad bin Idrees(204H),Al-Umm,Berut,Dar Ul-Marifa,1393H,1:152

[22] زحیلی،محمد مصطفی،القواعد الفقهیہ و تطبیقاتها فی المذاہب الاربعہ،طبع اول،(دمشق:دارالفکر،2006ء)،ج1،ص21

Zuhaili,Muhammad Mustafa,Al-Qawaid Al-Feqhia wa Tatbiqatuha Fe Al-Mazahib Al-Arba,Edition:1st ,Demishq,Dar Ul-Fekar,2006,1:21

[23] زرقا ،أحمد بن امحمد، شرح القواعد الفقہیہ،طباعت اول(دمشق:دار القلم،1989ء)،ج1،ص39

Zarqa,Ahmad bin Muhammad,Sharh Ul-Qawaid Al-Feqhia, Edition:1st ,Demishq,Dar Ul-Qalam,1989,1:39

[24] كرخي،عبيد الله بن الحسين،(340ھ)،أصول الكرخي،(کراچی: جاوید پریس)،ص5

Karkhi,Ubaid Ullah bin Al-Husain(340H),Usool Ul-Karkhi,Karachi,Javeed Press.05

[25] زرقا،مصطفی احمد،المدخل الفقهی العام،ج2،ص971

Zarqa,Mustafa Ahmad,Al-Madkhal Ul-Al-Feqhi Al-aam,,2:971

[26] الخشني،محمد بن حارث (361ھ)أصول الفتيا في الفقه على مذهب الإمام مالك(السعودية:الدار العربية،1985ء)، ج1،ص335

Al-Khashni,Muhammad Bin Haris(361H),Usool Ul-Futya Fe-Al-Fiqh Alal Mazahib Al-Imam Malik, Al-Saudi, Dar Ul Arabia,1985,1:335

[27] ابن السبكي،عبد الوهاب بن علي ،الأشباه والنظائر،(بيروت:دار العلم)،ج1،ص77

Ibn e Al-Subaki, Abdul Wahab bin Ali, Al-Ashba Wannazir,Berut, Dar Ul-Ilam,1:77

28 http://darululoom-deoband.com/arabic/articles/، تاریخ رسائی،13 ستمبر،2024ء

Darululoom-deoband.com,Tareekh Rasayi,13 September,2024

29 یعقوب بن عبد الوهاب،المفصل في القواعد الفقهية ،طبع دوم(الرياض:دار التدميرية،2011ء)،ج1،ص136

Yaqoob bin Abdul Wahab,Al-Mufasal Fe Al-Qawaid Al-Feqhiyya,Edition:2^{nd},Riaz,Dar Ul-Tadmeer,2011,1:136